یتیم کی جیت

(از جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق لکھنو)

جو زور والے تھے ان کا زور توڑنے کیلئے، جو گھمنڈ والے تھے، انھیں نیچا دکھانے کے لئے، جو حکمت اور حکومت والے تھے ان میں عبدیت کی شکستگی پیدا کرنے کیلئے، اور سب سے بڑھکر اپنی بے مثالی کا نمونہ دکھانے کیلئے، انتخاب اُس کا کیا جاتا ہے، جو نہ زر رکھتا ہے نہ زور۔ نہ اسکے جلو میں سوار اور پیادے ہیں، اور نہ اس کی بغل میں علوم و فنون کی پوتھیاں! ایک بے یار و مددگار یتیم بچہ جس کی ولادت سے قبل ہی اس کے باپ کو اٹھالیا جاتا ہے، عرب کی سرزمین پر نمودار ہوتا ہے، اور اسے حکم ملتا ہے کہ اپنے خاندان اور اپنے قبیلہ ہی کی نہیں، سارے ملک کی بھی نہیں، سارے عالم کی اصلاح پر کمربستہ ہوجائے! عقلیں حیران، دماغ متحیر! جنھیں اپنی تہذیب و شایستگی پر ناز تھا، انھوں نے قہقہے لگائے، جنھیں خطابت و سحر بیانی کا دعوی تھا، انھوں نے تالیاں بجائیں جنھیں آجکل کی برہنہ تصویروں اور نیم برہنہ صورتوں کی طرح اپنی برہنہ شاعری پر فخر تھا، انھوں نے آوازے کسے، مال اور جتھے والوں کے تیور پر بل پڑے، اور جو زور و قوت والے تھے وہ تن تن کر، اور اکڑ اکڑ کر میدان میں نکل آئے۔

مقابلہ زور اور ضعف کے درمیان تھا ——— جسے دنیا زور اور قوت سے تعبیر کرتی ہے۔ اور جسے دنیا ضعف و ناتوانی کہکر پکارتی ہے ——— ایک طرف سامان کی فراوانی، دوسری طرف بے سروسامانی۔ اِدھر معاہدہ اور سازشیں اُدھر تنہائی کی عبادتیں، یہاں ریاست و سرداری وہاں فاقہ و ناداری، اس طرف جاہ و تجمل، اس طرف فقر و توکل۔ جو اکیلا اور دنیا کی نظروں میں بے یار و یاور تھا، اُس پر خوب جی بھر کے ٹھٹھے لگائے گئے، اور جو شان کے اونچے اور جتھے والے تھے، انھوں نے پکار پکار کر کہا، کہ ذرا سنتا اور دیکھنا، اس تخیل کو دیکھنا، کہ ... وہ محلوں کے خواب دیکھ رہا ہے اور جو اپنی بے بسی اور بیکسی کے دور کرنے پر قادر نہیں، وہ دنیا کو راہِ ہدایہ ... نے کا حوصلہ کر رہا ہے! ——— یہ سب کرشمے وہ دکھا تا رہا، جس نے نمرود کا بھیجا ایک مچھر ... کے ہاتھیوں کو چھوٹی چھوٹی چڑیوں کی خوراک بنادیا تھا اور جو آج بھی لارڈ کچنز اور لارڈ ٹامس[1] اور زار روس اور زارینہ کو آن کی آن میں مارتا اور ہلاک کرتا رہتا ہے!

قدرت اور حکمت کا تازہ ظہور یوں ہوتا ہے، کہ خدائے واحد کے اس اکیلے پرستار کا اکلوتا اور لاڈلا بچہ اس ... کے سامنے جان دیتا ہے۔ اور جو دشمن کی بھی تکلیف دیکھ کر تڑپ جاتا تھا، اسکا ننھا اور معصوم لختِ جگر اُسی کے آغوش میں دم توڑ کر رہتا ہے۔ اللہ اللہ! کیا شانِ بے نیازی اور جلوۂ حکمت آرائی ہے کہ باغیوں اور سرکشوں کی اولاد، اور اولاد در اولاد پھل پھول رہی ہے، اور جو اپنے رب کا نام جپنے والا ہے، اُسے اس نعمت سے بھی محروم کیا جارہا ہے! اس کے پاس نہ دولت تھی نہ حکومت نہ اس کی کوئی بڑی پارٹی تھی، نہ اس کے معتقدین کا کوئی وسیع حلقہ[2]۔ ہر طرف سے مخالفت کا ہجوم ہر سعی و اصلاح میں ناکامی، ہر دعوتِ حق میں بے اثری، غرض ہر دنیوی نعمت سے محرومی چشم ظاہر کو پہلے ہی سے نظر آرہی تھی،

[1] برطانیہ کے شعبہ فضائی کے وزیر ۱۹۳۱ء میں ہوائی جہاز میں آگ لگ جانے سے ہلاک ہوئے [2] سورۂ کوثر کی سورت ہے۔ منہ

ے دیکھے یہ جو آخری نعمت تھی، اب یہ بھی چھن کر رہ گئی! دنیا ایسے مواقع پر کیا رائے قائم کرتی؟ اس نے وہی رائے قائم کی اپنے علم
اندھوں اور بے صبروں نے ہمیشہ قائم کی ہے۔ وہ ہنسی، وہ مسکرائی، وہ خوشی سے اُچھلی اور کودی۔ عاص بن وائل[1] اپنی
کا ایک سردار اور نابہنجاروں کا ایک پیشوا تھا، اس نے چمک چمک کر اور مٹک مٹک کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "لو ... بجھیں گے
محمدؐ کی نسل ختم ہوگئی۔ اور آگے نہ اس کے کام کو چلانے والا کوئی باقی رہا نہ اس کے نام کا لینے والا۔ دیکھا، ہمارے دیوتا اور ابو حنیفہ
جماعت، تیری
بے ادبی کرنے کا انجام"

غیرتِ حق نے اِس طعن کو سُنا، اور اب اُس میں حرکت ہوئی۔ آواز آتی ہے کہ یہ بے خبر اور بے بصر، یہ غافل مشغل سے اپنے
کو تیری غلامی
تیرے اوپر طعنہ زن ہیں۔ ان بدبختوں کو کیا خبر کہ ہم نے تجھے خیر کثیر دے رکھی ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ بھلائیوں کے خزانے تجھے عطا کر رکھے ہیں۔ ساری اچھائیوں، ساری خوبصورتی میں ساری محبوبیوں کا مالک تجھے بنا رکھا ہے۔ تیرے لئے کس چیز کی کمی ہو سکتی ہے، دنیا میں بھی اور عقبیٰ میں بھی؟ جسے دینے والے ہم ہوں اُسکی دولتمندی کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ جسے بخشنے والے ہم ہوں اس کی نعمت اندوزیاں کس کے شمار میں آسکتی ہیں اور جس پر ہم مہربان ــــ ہوں اُسکے جاہ و جلال، اس کے عز و کمال، اس کے حُسن و جمال، اس کے مال و منال اور اس کے اوج و اقبال کا احاطہ کرنا، کس کے بس کی بات ہے؟

دینے والا تو یہ ہوا، اور دیا کیا گیا؟ بہت اور بہت ہی بہت "کوثر" اس ــــ کی تشریح کون کرے، اور کن الفاظ سے کرے؟ اربابِ شرح و تفسیر میں سے سب نے اپنے اپنے مذاق کی پیروی کی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ کوثر سے مراد، جنت کی نہر کوثر اور محشر کا حوض کوثر ہے۔ اور کسی نے لکھا ہے کہ دوسرے انبیاء پر جو فضیلت و سربلندی دی گئی ہے، وہ اس سے مراد ہے۔ بیشک یہ سب کچھ مراد ہوگا، لیکن لفظ مفہوم کی وسعت کو محدود کیوں کیجئے، اور کیوں نہ اُسے انھیں فراخیوں اور پہنائیوں کا حامل رہنے دیجئے جو بخشنے والے اور عطا کرنیوالے کی شان یکتائی کے شایاں ہیں! اللہ اکبر! جن نعمتوں اور جن بخششوں کو وہ بے کران اور بے اندازہ بخشنے والا، خود "بہت" اور "بہت ہی بہت" فرمائے۔ ان کے رقبے کی پیمائش کیلئے انسان بیچارہ کوئی پیمانہ کہاں سے لائے؟ اہل لغت نے بہت ہاتھ پیر مارے، کوثر کی شرح مختلف عنوان اور متعدد پیرایوں سے کی، بالآخر یہی کہتے بنا کہ ...... وَمَا لَا يُحْصٰى مِنَ الْخَيْرِ[2]۔ وہ ان سب بھلائیوں پر شامل ہے جو شمار میں بھی نہیں آسکتیں۔ اب مراد کلام واضح اور مفہوم متکلم ظاہر ہے یہ خبیث طعنہ زن ہیں کہ تیری نسل ختم ہو رہی ہے اور تیرا سلسلہ منقطع ہو رہا ہے! تیری نسل بھلا کبھی ختم ہونیوالی اور تیرا سلسلہ کبھی بھی قطع ہونے والا ہے؟ یہ بدباطن دیکھنے کو زندہ نہ رہیں گے، لیکن ان کے جانشین دیکھیں گے کہ تیری نسل قائم اور تیرا سلسلہ دائم ہے! بادشاہتیں بنیں گی اور بگڑینگی۔ حکومتیں قائم ہوں گی اور مٹیں گی، شہر بسیں گے اور اجڑیں گے قومیں اُبھریں گی اور فنا ہونگی۔ لیکن تیرا نام زندہ اور تیرا کام پائندہ۔ قیامت تک قائم، اور قیامت کے بعد بھی قائم۔ دنیا میں تیرے نام کی وہ عزت ہوگی، جو نہ آج تک کسی بندہ کی ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ اونچے اونچے مناروں سے تیرا نام، ہمارے نام کے ساتھ

[1] قال ابن عباس ومجاهد وسعید بن جبیر وقتادہ نزلت فی العاص بن وائل (ابن کثیر) منہ
[2] صاحب لسان العرب نے بہت سے معانی دیکر آخر میں یہ فقرہ لکھا ہے اور مفرط الکثرۃ ... نے لکھا ہے۔ منہ

پکارا جائیگا دشت وجبل، صحرا ودریا، بحروبر، شہروں اور دیہاتوں، آبادیوں اور ویرانوں، سمندروں اور پہاڑوں، وادیوں اور گھاٹیوں میں تیرے نام کی منادی ہوگی، حجاز وعراق، یمن وشام، حبش ومصر، ایران وطہران، بخارا وہندوستان، چین وجاپان، روس وافغانستان، جرمنی وانگلستان، فرانس وامریکہ، دنیا کا گوشہ گوشہ، اور ہماری وسیع زمین کا چپہ چپہ تیرے نام کی پکار سے گونجے گا، ذرہ ذرہ تیرے کام کی عظمت کی گواہی دیگا، اور تیرا نام اُن اُن کانوں تک پہنچے گا جو تیرے سوا ہر دوسرے ہادی کے نام سے ناآشنا ہوں گے! آج تو اِن کوربصروں کی نگاہ میں حقیر ہے، کل تو ہی بلند کیا جائیگا، کل تیری ہی عزت ہوگی، اور اسوقت ہوگی جب سب کی عزتیں پامال اور سب کی شہرتیں خاک میں مل چکی ہوں گی۔ جو اپنی شامت سے تجھے مانیں گے نہیں وہ بھی کم از کم تجھے جان ضرور لیں گے۔ اور تیری صلبی اولاد کے بدلے ہم تیری معنوی اولاد کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں اور اس سے بھی کہیں بڑھکر، انسان کے شمار واعداد میں نہ سما سکنے والی تعداد میں قیامت تک ایسی پیدا کردیں گے جو تجھے اپنے والدین سے کہیں بڑھکر عزیز ومحبوب مکرم ومحترم رکھے گی، جو اپنی نجات تیری رضاجوئی پر موقوف سمجھے گی، جسکے وردِ زبان اٹھتے بیٹھتے تیرا ہی نام اور تیرا ہی کلمہ رہے گا۔ تیرے نام پر بے گنتی اور بے شمار درود پڑھا جائیگا اور تیرے نام کی تسبیحیں صبح وشام دوپہر اور سہ پہر، آدھی رات کو اور پچھلے پہر، دن اور رات کے ہر لمحہ میں پڑھی جاتی رہیں گی! تیرے نام کا وہ ادب اور وہ احترام[1] ہوگا جو کسی لڑکے نے اپنے باپ کا نہ آج تک کیا، نہ آئندہ کریگا۔ ہم نے بہتوں کو عزتیں بخشیں ہیں، بہتوں کے مرتبے بلند کئے ہیں، بہتوں کو سرداریاں عطا کی ہیں لیکن جو مرتبہ تجھے عطا ہوا ہے وہ بس تیرے ہی لئے مخصوص ہے۔

تیرے منہ سے نکلے ہوئے بول ایک ایک کرکے جمع کئے جائیں گے، اور اس شغف واہتمام، تحقیق واستناد کے ساتھ جمع کئے جائیں گے کہ ان کی نظیر دنیا کی کوئی تاریخ، کوئی تذکرہ، کوئی ملفوظ، کوئی سوانحعمری نہ پیش کرسکیگی۔ تیری سیرت اور تیری تاریخ اس تفصیل وجامعیت کے ساتھ دنیا کے حافظہ میں محفوظ رکھی جائے گی، جس کی مثال نہ کسی بادشاہ کشورکشا کی سیرت میں ملیگی، نہ کسی نبی وولی کے تذکرے میں۔ تیرے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، بولنے ہنسنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، سب کا ایک ایک جزئیہ محفوظ رکھا جائے گا۔ کروڑہا کروڑ، اور اربہا ارب، بندے اپنی نجات تیرے ہی نقش قدم پر چلنے سے وابستہ سمجھیں گے۔ بیسیوں اور سینکڑوں کتابیں تیرے ملفوظات اور تیرے معمولات پر تالیف کی جائینگی، اور ہزارہا ان کی شرحیں تیار ہونگی اور خود تیری ذات تو بڑی چیز ہے، جنھوں نے تجھے کبھی دیکھا، بلکہ جنھوں نے تیرے دیکھنے والوں کو دیکھا انھیں بھی زندہ رکھا جائیگا، انھیں بھی ممتاز وسربلند کیا جائیگا۔ ان کی سیرتیں بھی تاریخ کے نگارخانے میں من وعن محفوظ رکھی جائیں گی۔ دنیا بڑے سے بڑے فلسفیوں کو، بڑے سے بڑے بادشاہوں کو بھول جائیگی، لیکن نہ بھول سکے گی تو اُس ان پڑھ اور فاقہ مست بدوی کو جس کی خصوصیت بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ تیرے دیدار جمال سے مشرف ہوا ہے! دارا و سکندر، چنگیز وجولیس سیزر، نپولین ومسولینی، جالینوس وبقراط، فیثاغورث وسقراط، ارسطو وافلاطون، نیوٹن واسپنسر اپنے علم وعمل کے بڑے بڑے کارنامے اپنی دانش پژوہیوں اور اپنی فتحمندیوں کی بڑی بڑی یادگاریں اپنے نزدیک دنیا کے لئے چھوڑ کر جائیں گے، ان سب کی یاد رفتہ رفتہ بھلادی جائے گی، یہ سارے نقش دیکھتے دیکھتے ماند پڑجائیں گے اور لوح دہر پر نقش قائم رکھا جائیگا تو تیرا اور تیرے غلاموں کا، اور تیرے غلاموں کے غلاموں کا!

[1] ادب احترام وہی ہے جو ممدوح کے شایان شان ہو۔ مثلاً یہ کہ رسول کو رسول کہکر پکارا جائے، نہ یہ کہ اسے ابن اللہ یا اوتار وغیرہ مانا جانے لگے یہ تو صریح توہین ہوئی نہ کہ تعظیم۔ منہ

تو اُن پڑھ ہے اور حروف وکتاب سے ناآشنا، لیکن تیری عظمت کی گواہی دینے والے وہ ہونگے۔ جنھیں ناز اپنے علم وفضل پر اور دعویٰ اپنے کمال فن کا ہوگا، کچھ لوگ تیرے اقوال وملفوظات کی جمع وتحقیق اور ان کی شرح وتفسیر میں اپنی اپنی عمر بسر کردینگے اور بخاریؒ ومسلمؒ ابن حجرؒ وابن جوزیؒ کی طرح محدثین کے گروہ میں محشور ہونا اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گے ایک گروہ تیرے بتائے ہوئے احکام کی جانچ پڑتال، اور ان سے استنباطِ جزئیات کی خاطر اپنی زندگی وقف کردیگا اور ابوحنیفہؒ وشافعیؒ، مالکؒ وابویوسفؒ، نخعیؒ ومزنیؒ کے مثل افتاء وتفقہ کو اپنے لئے باعثِ سعادت خیال کریگا، ایک جماعت، تیری باطنی تعلیمات کی دلدادہ ہوکر راہ سلوک ومجاہدہ میں پڑجائیگی، اور کتنے ہی جنیدؒ وشبلیؒ جیلانیؒ واجمیریؒ تیرے ہی مشعل سے اپنے اپنے چراغ نسلاً بعد نسلٍ جلاتے رہیں گے۔ رومی وسعدیؒ، حافظ وسنائیؒ اکبر واقبال اپنے شاعرانہ کمالات کو تیری غلامی پر نثار کردینگے۔ ابوحامد غزالیؒ اور ولی اللہ دہلوی اپنی سربلندی تیرے ہی بتلاتے ہوئے حقائق واسرار کی تشریح وترجمانی میں سمجھیں گے۔ اور رازی وطوسیؒ، فارابی وابن سینا کو عقل ودلیل کے طوفان میں اگر پناہ کہیں ملیگی تو تیرے ہی دامن کے سایہ میں حدیث، اصول، فقہ، سلوک، تصوف، کلام، کتنے ہی فن، مخصوص تیرے ہی سلسلہ کی خدمت کیلئے عالم وجود میں آئینگے اور علوم وفنون کے کتنے ہی علمبردار، ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زمانہ میں اپنی تحقیق وکاوش کو تیری خدمت کیلئے وقف رکھیں گے برلن اپہ پیرس اور لندن، تیرے اور تیرے دین کے دشمنوں کے پایۂ تخت ہونگے، لیکن تیرا نام، ہمارے نام کے ساتھ ان شہروں میں بھی ہر روز پانچ پانچ وقت بلند ہوتا رہیگا، اور ہمارے عطائے کوثر کی شہادت بہم پہنچاتا رہیگا۔

یہ سب کچھ آب وگِل والی دنیا میں ہوگا، اور ہوتا رہیگا اور اسے ناسوت والے اپنی مادی آنکھوں سے برابر دیکھتے رہیں گے، باقی جو کچھ اس عالم کے خاتمہ کے بعد، ہماری طرف مراجعت کے بعد ہوگا اُسکے فہم ودرک کیلئے تو ان شامت زدوں نے اپنے پاس کوئی ادنیٰ سا ذریعہ بھی باقی نہیں رکھا ہے۔ قرآن ونبوت کے اندر جو گہری اور حقیقی نعمتیں جھلک رہی ہیں، اور شفاعت کبریٰ دلوائے حمد حوض محشر ونہر جنت کی نعمتوں کی قدر وقیمت کا اندازہ تو اُسی وقت ہوگا جب یہ حقیقتیں پردۂ غیب سے نکل کر شہود میں آچکیں گی، اور افسوس ہے کہ اسوقت کی حسرتیں اور ندامتیں، پشیمانیاں اور پریشانیاں، کچھ ان کے کام نہ آئیں گی، لیکن اس مادی دنیا میں، جو کچھ پیش آنے والا ہے اس کے ظہور کیلئے تو زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں، جلد اور بہت جلد، پردہ آنکھوں سے ہٹنے کو ہے اور سب کو نظر آجانے کو ہے کہ ایک اولاد صلبی کے عوض میں بیشمار وبیحساب اولاد معنوی تجھے دیکر تیرے نام کو چمکا کر، تیرے کام کو پھیلا کر، "عطار کوثر" کا مشاہدہ اسی دنیا میں کیونکر کرا دیا جاتا ہے۔

غرض دینے والا وہ، جسکا نہ کوئی ثانی نہ شریک، نہ کوئی مثال، نہ کوئی عدیل۔ اور دیا گیا وہ، جو نہ پہلے کسی پانیوالے کو ملا تھا اور نہ آئندہ کسی خوش نصیب کے نصیب میں آئیگا۔ لیکن لینے والا بھی کون تھا وہ وہ نہیں جو اس لطف وکرم، جود وعطا، فضل وبخشش سے بھول میں آکر غفلت میں پڑجائے اور اپنے تعلق باللہ کو ذرا بھی ماند پڑنے دے، اس کی طبع سلیم کا یہ فطری تقاضا ہی اور عین اسی کے مطابق اُسے حکم بھی ملتا ہے کہ وہ برابر اپنے پروردگار کی یادیں لگا رہے، اس کے لئے نمازیں پڑھتا رہے اور قربانی کرتا رہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ | الفاظ میں تصریح صرف دو عبادتوں کی آتی ہیں، ایک نماز دوسری قربانی۔ لیکن یہی دو عبادتیں

خلاصہ ہیں ساری عبادات کا۔ حقوق اللہ کی ادائی کی ساری صورتوں کی جامع، نماز ہے، اور حقوق العباد کا لب لباب قربانی میں آگیا اور رسولؐ کو ہدایت کرکے، امت کیلئے بھی یہ اشارہ کردیا گیا کہ جب فضل وکرم کی بارش ہونے لگے تو ادائے شکر کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ادائے حقوق الٰہی وادائے حقوق عباد میں اور زیادہ توجہ والتفات شروع کردیا جائے نہ یہ کہ انکی طرف سے غفلت برتی جانے لگے۔

سرچشمہ حق وصداقت کی پیشگوئی کے ایک حصہ کو پورا ہوتے دوست ودشمن، سب ساڑھے تیرہ سو سال سے دیکھتے چلے آرہے ہیں لیکن دوسرا جزو بھی اپنی سچائی میں کچھکم اثر انداز نہیں، ارشاد ہوتا ہے اور عین اسوقت کہ جوش مخالفت اور مخالفین کے اقتدار وقوت کا شباب ہے، بے دھڑک اور بلا جھجک ارشاد ہوتا ہے کہ "بے نام ونشان رہ جانے والے تیرے دشمن ہی ہیں" إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ آج ان کور باطنوں کو اپنی کثرت آل واولاد پر غرہ ہے، اپنی اقبالمندی اور کامرانی کا دعوی ہے۔ اپنے پھلنے پھولنے پر ناز ہے۔ تیری اولاد کی وفات پر طعنہ زن ہیں کہ تو بے نام ونشان رہ گیا، بے نام ونشان ہو جانے والا تو نہیں، بلکہ یہ خود ہیں، بے سلسلہ رہ جانے والا تیرا کام نہیں، خود انکا کام ہے، مٹ جانیوالا نام تیرا نہیں انکا نام ہے۔ بجھ جانے والی روشنی تیری نہیں، ان کی ہے، اور جن کی اولاد صلبی ومعنوی نیست ونابود ہوکر رہیگی وہ تو نہیں یہ خود ہیں یہ مٹ جائیں گے، ان کی نسلیں خاک میں ملا دی جائیں گی، ان کی اولاد برباد کردی جائیں گی۔ ان کے گلشن تاراج کرکے رکھ دیئے جائیں گے۔ یہ ناموری کے بھوکے ہیں، انھیں گمنام وبے نشان کردیا جائیگا۔ تاریخ ان کے نام پر لعنت بھیجے گی، انسانیت اپنا شجرۂ نسب ان سے جوڑتی شرمائیگی۔ نہ کوئی انکا نام لینے والا رہیگا نہ اُن پر فاتحہ پڑھنے والا۔

دنیا نے چندہی روز کے بعد کیا نظارہ کیا؟ اس ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں کیا دیکھتی چلی آرہی ہے؟ ابوجہل کی قبر کا نشان ہے؟ ابولہب کا مزار کوئی آجتک تلاش کرسکا ہے؟ عاص بن وائل کی اولاد آج دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہے؟ امیہ بن خلف کے کارناموں کی داد آج تاریخ کے کون سے طلبہ دے رہے ہیں؟ ولید بن مغیرہ کے فضائل ومناقب کا چرچا آج کسی کی زبان پر ہے؟ عقبہ کی اولاد آج دنیا کے کسی گوشہ میں آباد ہے؟ روسار قریش کی ریاست اور سرداران مکہ کی سرداری کی کہیں گرد تک بھی باقی ہے؟ روئے زمین کے کسی خاندان کو آپ نے پایا ہے، جو اپنا شجرۂ نسب ان باغیوں اور طاغیوں سے جوڑ رہا ہو؟ انھیں بھی چھوڑیئے اُنکے بعد سے اسوقت تک صدیوں کے طویل وعریض زمانہ کا جائزہ لے ڈالیئے، ہر ملک اور ہر دور کی تاریخ کو دیکھ ڈالیئے، نبیؐ سے جسنے دشمنی کی، اسکا کیا انجام ہوا؟ کسی کی قسمت میں عزت وناموری آئی؟ جس کی مدح اللہ نے کی جسے اللہ نے ممدوح کیا گیا، کہکر پکارا، اسکی ہجو کو جو بھی اٹھا، خود لڑکھڑا کر گرا، جو اس سے ٹکرایا، پاش پاش کردیا گیا جس نے اس سے گستاخی کی جرأت کی اُسے پامال کردیا گیا۔ جسے لاولدی کی بنا پر گمنامی اور بے نشانی کا طعنہ دیا گیا تھا، دنیا دیکھ رہی ہے اور ہزار ڈیڑھ ہزار سال سے دیکھتی چلی آرہی ہے کہ وہی سب سے زیادہ وسیع العیال اور کثیر الاولاد ہے۔ جس کی بیکسی وگمنامی پر ہنسی اُڑائی گئی تھی، وہی ناموری کا سردار، شہرت والوں کا سرتاج ہے۔ جسکے نام کو مردہ سمجھ لیا گیا تھا، اسی کے نام پر درود وسلام ہیں، اُسی کا توسل باعث نجات اور اسی کا نام اللہ کے نام کے ساتھ بلند وممتاز! ۔ ڈوزی اور مارگولیس، ولہاوسن اور راڈول مغرب میں، اور ان جیسے ہزاروں اور لاکھوں بدبخت مشرق میں ملکر اور اکٹھے ہوکر بھی اس عزت وناموری کو حاصل کرسکتے ہیں؟ اور اپنے نام کو، اور اپنے کام کو مردہ ہونے سے، بچاسکتے ہیں؟